157

Reg. L. No 1093

THE ALHAKAM

Qadian

الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدینۃ المسیح قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل و رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

جلد ۲۶ | مورخہ ۱۴ دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء | نمبر ۴۵

علماء سوء کا حملہ اسلام اور مسلمانوں پر

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں بیت الصلح کے اعلانات کو چھاپ کر ظاہر کیا تھا۔ کہ اسوقت مسلمانوں کو ضرورت ہے کہ وہ اندرونی مناقشات میں نہ پڑیں اور مسلمانوں پر جو حملے باہر سے ہو رہے ہیں انکی روک تھام کی متحدہ کوشش کریں اور یہ بھی متعدد مرتبہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہندوؤں نے باوجودیکہ ان میں عقائد اور اعمال کے لحاظ سے بعض فرقوں میں مشرق و مغرب کا بعد ہے لیکن اسوقت حالات حاضرہ نے انکو متحد کر دیا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی شامت اعمال ابھی تک علماء سوء کی صورت میں انکے سر پر سوار ہے اور معلوم نہیں یہ لوگ مسلمانوں کو کس مقام ذلت و حضیض تک پہنچا کر دم لیں گے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کو علماء سوء کے فتنہ سے آگاہ کرنا بھی ضروریات دین میں سے ہے جبتک مسلمانوں کی اجتماعی قوت اس فتنہ کو فرو کر کے نہ دبا دیگی وہ بیرونی حملوں سے محفوظ نہیں ہو سکتے بلکہ یہ اندرونی دشمن انکی قوت کو اور بھی کمزور کر دینگے۔

مجھے نہایت افسوس ہے کہ اس مضمون پر قلم اوٹھانے کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں لیکن میں اسے اب گناہ سمجھتا ہوں۔ اگر اس فتنہ کے مقابلہ کے لئے مستقل کوشش نہ کی جاوے۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے علماء سوء کو اشر الناس قرار دیا ہے اور یہ ایک ایسی صداقت ہے کہ اسکا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام میں جو فتنہ برپا ہوا اس کی بنیاد اسی گروہ نے ہمیشہ رکھی ہے۔ میں تصریحات اور تفصیلات میں جانے کی کوشش نہیں کرونگا۔ بلکہ اس عہد حاضرہ کے حالات کو بیان کر کے بتاؤنگا کہ ان علماء سوء کا مسلمانوں کی نکبت اور پریشان حالی کا سبب عظیم ہونے میں کسقدر حصہ ہے۔

شروع شروع میں جب انگریزی تعلیم کا رواج ہوا اور ہندوؤں نے انگریزی پڑھ کر گورنمنٹ کے عہدوں میں حصہ لینا شروع کر دیا تو سر سید کو مسلمانوں کی انگریزی تعلیم کا خیال آیا اور انہوں نے اپنے بعض دوستوں کی مدد سے علیگڑھ میں ایک سکول قائم کرنیکا ارادہ کیا اور وہ سکول جاری ہو گیا۔ علماء سوء نے جھٹ کفر کا فتویٰ انگریزی تعلیم حاصل کرنیوالوں پر دیدیا۔ وہ زمانہ علماء کے اثر کا تھا اور لوگ علوم جدیدہ سے واقف نہ ہوئے تھے اور نہ وہ آزادی رائے کی کوئی قدر اور قیمت سمجھتے تھے۔ اس کفر بازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان انگریزی تعلیم میں پیچھے رہ گئے۔ بیسیوں لوگ دیکھے گئے ہیں جو ان علماء سوء کو یاد دلاتے ہیں کہ محض انکے فتوی کفر نے انکو انگریزی تعلیم سے محروم رکھا اور جو ترقی وہ اقتصادی اور مادی حیثیت سے کر سکتے تھے انکو اس سے محروم کر دیا۔ سر سید بیچارہ کا جرم تھا جسقدر فتویٰ بازی ہوئی وہ ابھی کل کی بات ہے اور وہ لوگ زندہ موجود ہیں جنہوں نے اس کفر بازی سے حصہ لیا اور اسکی پرواہ نہ کرتے ہوئے انگریزی تعلیم حاصل کی اور دنیوی عہدے پا گئے۔ اور وہ اسوقت بھی عمل سے ان فتوؤں کو حقیقت اور خود غرضی کا نتیجہ سمجھتے تھے اور یہی اسکا نتیجہ تعلیم یافتہ طبقہ پر یہ ہوا کہ علماء سوء کی وجہ سے دین کی قدر و قیمت انکی نظر سے پوشیدہ ہو گئی اور بجائے اسلام کی محبت اور اخلاص کے انہیں نفرت ہو گئی۔ اگرچہ انہوں نے اسلام کو چھوڑا تو نہیں مگر عملی طور پر انہیں یہ ... سر سید نے جب تعلیم یافتہ طبقہ کی حالت کا مطالعہ کیا تو وہ مجبور ہو گیا کہ اسلامی عقاید کی ایسی تشریح کرے جو اس طبقہ کو پسند آ سکتی ہو بہر حال انگریزی تعلیم کے خلاف فتویٰ بازی کا یہ صاف اور صریح نتیجہ تھا کہ علماء کی قدر و منزلت اس طبقہ میں بالکل جاتی رہی اور انہوں نے عجیب عجیب نام اس معزز گروہ کے رکھے۔

غرض ہندوستان کے مسلمانوں کے تنزل کی تاریخ میں علماء کا پہلا درجہ ہے اس سے بھی اوپر جائیں تو انہوں نے مسلمانوں کو قرآن مجید کا ترجمہ اردو میں کرنے سے روک رکھا تھا اور جب خدا کے ایک برگزیدہ بندے نے دہلی میں یہ کام کرنا چاہا تو اسکی مخالفت میں بھی شور اور طوفان بے تمیزی برپا کیا اسکے قتل کے منصوبے کئے گئے۔ مگر خدا تعالیٰ کو چونکہ منظور تھا اسلئے ترجمہ ہو گیا۔

اب قرآن مجید کے مطالب و حقائق سے واقف و آگاہ کرنیکے لئے ایک بندہ خدا کوشش کرتا ہے مگر یہ علماء دین کی جماعت اسکی مخالفت پر لوگوں کو برانگیختہ کرتی ہے ایک شخص مسلمانوں کی دنیوی ضروریات اور عذر کے بعد انکی بہتری کا احساس کر کے انہیں انگریزی تعلیم کے دروازے کی کوشش کرتا ہے مگر اسکی مخالفت کرنیوالا یہی گروہ کھڑا ہو جاتا ہے۔

دفتر احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و ایڈیٹر چھپکر تراب منزل سے شائع ہوا۔

جماعت احمدیہ کا پہلا شہید مبلغ

مولوی عبید اللہ صاحب ابن مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

گذشتہ پرچہ میں ہم جناب مفتی محمد صادق صاحب کی بخیر و عافیت اور کامیاب واپسی کی خوشخبری جماعت کو پہنچا چکے ہیں۔ اس خوشی کو دارالامان میں ابھی جلسوں اور دعوتوں کے ذریعہ منایا جا رہا تھا کہ ۷ر دسمبر بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو بذریعہ تار ایک مجاہد فی سبیل اللہ مولوی عبید اللہ صاحب مبلغ ماریشس کے

افسوس ناک انتقال

کی خبر پہنچی۔ جو حضور نے خطبہ جمعہ میں سنائی اور اسی پر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں

خوشی اور غمی

کے ایک وقت میں جمع ہونے کے فلسفہ کو بیان کر تے ہوئے حضور نے مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم کی شہادت نہایت ہی رقت آمیز اور درد انگیز الفاظ میں ذکر کیا جس صبر اور استقلال سے انہوں نے خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو پیش کر نیکے اقرار کو نبھایا اس کی بے حد تعریف فرمائی اور انکے قابل رشک حالات زندگی سنائے۔ یہ خطبہ جسے ہر جگہ کے احمدیوں کو پڑھ کر سنانے اور نماز جنازہ پڑھنے کا خاص ارشاد فرمایا ہے۔ آیندہ درج اخبار کیا جائیگا۔ اس سے احباب اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ حضرت نے مولوی صاحب مرحوم کا ذکر کیسے محبت اور الفت میں ڈوبے ہوئے اور قابل رشک الفاظ میں فرمایا ہے۔ حضور نے انکو شہید قرار دیا۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ انہوں نے

شہادت کا درجہ حاصل کیا ہے

جناب مولوی صاحب مرحوم گو ۱۴ر اکتوبر ۱۹۱۷ء کو معہ اپنی اہلیہ اور چھوٹی ہمشیرہ کے جس کی پرورش ان کی اہلیہ صاحبہ کے سپرد تھی

عازم ماریشس ہوئے تھے یعنی جناب مفتی صاحب سے سات ماہ بعد روانہ ہوئے تھے لیکن جن ایام میں جناب مفتی محمد صادق صاحب کو انگلینڈ بھیجنے کی تجویز ہوئی تھی انہی ایام میں مولوی صاحب مرحوم کو بھی ماریشس جانیکا حکم ہوا تھا۔ اسی لئے مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے طلباء کی طرف سے دونوں حضرات کو اکٹھی الوداعی دعوتیں دی گئی تھیں۔ اسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ

عجیب اتفاق

کی بات ہے۔ کہ ایک جن ایام میں جناب مفتی صاحب اپنے جہاد میں کامیابی حاصل کر کے غازی کی حیثیت سے وارد دارالامان ہوئے ہیں۔ انہی ایام میں جناب مولوی صاحب مرحوم کی شہادت کی خبر پہنچی ہے۔ اور وہ شہادت کا درجہ حاصل کر کے اپنے

محبوب حقیقی سے جا ملے ہیں

جناب مولوی صاحب مرحوم مدرسہ احمدیہ کے سب سے پہلے فارغ التحصیل طالب علم تھے۔ جو ہندوستان سے باہر تبلیغ حق کے لئے گئے تھے۔ اس لحاظ سے انہیں مدرسہ احمدیہ میں خدمات دین کے لئے تیار ہونے والوں میں **اولیت کا درجہ** حاصل ہوا تھا لیکن اب انکی شہادت نے انہیں وہ درجہ عطا کر دیا ہے جو ابھی تک صرف انہیں کو حاصل ہوا ہے۔ کیونکہ آپ ہی وہ پہلے مبلغ ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے وطن اور اپنے عزیز و اقارب سے دور دیار غیر میں شہادت کا درجہ ملا ہے۔ آپ کی شان میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس سے زیادہ اور کوئی کیا کہہ سکتا ہے اور حقیقت یہ ہے

این سعادت بزور بازو نیست ؎ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔

انہوں نے خدا کی راہ میں جان دیکر ابدالآباد کی زندگی حاصل کر لی اور اس طریق سے حاصل کی ہے جو ہماری جماعت کیلئے **بالکل پہلی مثال** ہے ہمیں انکی ہمیشہ کی مفارقت کا صدمہ گو اور جانگسل صدمہ ہے۔ ہمیں یہ خیال بے چین کر رہا ہے اور سخت بے چین کر رہا ہے کہ اس دنیا میں اب ہم انکو نہیں دیکھ سکیں گے ہمیں بیحد اور بہت زیادہ رنج ہے کہ ہم میں سے ایک ایسی روح اٹھ گئی جو خدا کے دین کے اہم فرض کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کر رہی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں **اسبات پر** فخر بھی ہے اور بجا فخر ہے کہ ہمارے اس عزیز بھائی نے وہ درجہ حاصل کیا ہے جو شہادت کا درجہ ہے اور جسکے حاصل کرنیوالے کے متعلق خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اسکو مردہ مت کہو وہ زندہ ہے کیونکہ مردہ کے معنی مٹ جانے کے ہیں مگر جو شہادت کا درجہ حاصل کرتا ہے وہ خدا سے تعلق جوڑ کر ہمیشہ کیلئے زندہ ہو جاتا ہے پس ہمارے لئے اپنے اس بھائی کی جدائی صدمہ ہے مگر ایسا صدمہ ہے جو اپنے ساتھ راحت بھی رکھتا ہے اور ایسا رنج ہے جسکے ساتھ مسرت بھی موجود ہے بیشک اب ہمیں اس دنیا میں مولوی عبید اللہ صاحب نہیں مل سکتے لیکن انہوں نے ہم پر ظاہر کر دیا ہے کہ اگر تم اس چند روزہ زندگی کی بجائے ہمیشہ کی زندگی چاہتے ہو تو آؤ تمہارے لئے یہی وہ راستہ کھلا ہے جس میں چلکر آیا ہوں۔ مینے پہلے اس پر چلکر تمہارے لئے آسانی پیدا کر دی ہے کیونکہ نمونہ اور مثال کو دیکھ کر کام کرنا آسان ہوتا ہے پس یہ نمونہ اور یہ مثال انسانی فطرت اور انسانی جذبات کے لحاظ سے خواہ کس قدر ہی درد انگیز کیوں نہو لیکن اسمیں ہم سب کیلئے جو زندہ ہیں ایسا فائدہ بخش اور نفع رساں سبق ہے۔ کہ جس کا کسی اور طریق سے حاصل ہونا قطعاً ناممکن تھا۔ اب اگر ہم اس سے فائدہ اٹھائیں تو مولوی عبید اللہ صاحب کی شہادت ہمیں مہنگی نہیں پڑے گی۔ خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے۔ کہ وہ خدا کی راہ میں جان دینے کی اس مثال سے فائدہ اٹھائے اور کوئی چیز اسے رضا الٰہی کے حصول سے باز نہ رکھ سکے۔

جناب مولوی صاحب شہید جسوقت یہاں سے گئے ہیں اسوقت تک ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی وہاں جا کر خدا تعالیٰ نے انہیں پہلے لڑکی اور پھر لڑکا عطا کیا یہ **دو نشانیاں** وہ اپنی یادگار میں چھوڑ گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ انکو لمبی عمریں عطا کرے۔ اور اپنے شہید باپ کی برکات سے حصہ وافر دے۔ ان کی قابل احترام بیوہ اور ہمشیرہ بھی ماریشس میں ہیں ان کے صدمہ اور رنج کا خیال کر کے دل بھر آتا اور آنکھیں ڈبڈبا آتی ہیں۔

محترمہ اہلیہ صاحبہ مولوی عبید اللہ صاحب اپنے مجاہد شوہر کی رفیق سفر اور مددگار بنکر ہندوستان سے روانہ ہوئی تھیں اور انہوں نے بھی اپنے وطن اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو محض خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑ کر غیر ملک میں رہنا پسند کیا تھا۔ انکا بھی مجاہدہ کوئی معمولی مجاہدہ نہ تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے انکو اجر عظیم کا وارث بنانے کے لئے اب بہت بڑے مجاہدہ میں ڈالا ہے اور انکے ساتھ ہی انکے شوہر نامدار کی دو نشانیوں کی تربیت اور نگرانی کا بوجھ ان کے نازک کندھوں پر رکھ دیا ہے جس کے متعلق امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ اسی عزم اسی حوصلہ اور اسی استقلال سے اٹھائینگی۔ جو انہوں نے اپنے شہید شوہر کی رفاقت میں دکھایا ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ اس صدمہ جانگداز میں ساری جماعت کی ہمدردی انکے ساتھ ہے اور ساری جماعت کی دعائیں انکی مدد میں ہیں۔ خدا تعالیٰ انکو صبر جمیل عطا فرمائے اور انکے بچوں کو انکی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور بنائے آمین۔

جناب مولوی صاحب شہید کے والد بزرگوار جناب ابو عبید اللہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی جو حضرت مسیح موعودؑ کے قدیمی اور مخلص خدام میں سے ہیں۔ اس حادثہ جانکاہ کے بارہ میں ہماری کسی تلقین کے محتاج نہیں کیونکہ انہوں نے اپنے لخت جگر کو زندگی میں ہی اپنے سے جدا کر کے خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا تھا تو اب جبکہ خدا تعالیٰ نے انکی قربانی کو منظور فرما لیا ہے اور انکو پیشکش کو قبول کر لیا ہے شرح صدر سے انہیں اناللہ وانا الیہ راجعون کہنے سے کیا دریغ ہو سکتا ہے۔ مبارک ہیں جناب حافظ صاحب موصوف جن کی نسل سے ایسا فرزند پیدا ہوا جسے شہادت کا درجہ نصیب ہوا اور جو دوسروں کے لئے نمونہ ٹھہرا۔ ہم تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب حافظ صاحب موصوف کے ساتھ گہری اور دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انکو اس عظیم قربانی کا بڑے سے بڑا اجر عطا کرے۔ اور انکو اور انکے دیگر لواحقین کو صبر عطا فرمائے آمین۔ (الفضل)

مختصر نوٹ

کفر توڑ پر مقدمہ

کئی دنوں سے آریہ اخبارات میں اس امر پر زور دیا جا رہا تھا کہ کفر توڑ پر مقدمہ کیا جاوے۔ اور پھر اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ عنقریب دھرمپال پر مقدمہ ہو جائیگا۔ اور وہ گرفتار کر لیا جائے گا۔ بالآخر یہ خبر ایک واقعہ کی صورت میں پوری ہوئی۔ کفر توڑ ایجنسی کی تلاشی ہوئی اور دھرم پال کو لدھیانہ سے گرفتار کر کے لاہور لایا گیا۔ جہاں اس پر باقاعدہ مقدمہ چلایا جائیگا۔

جب پیغام صلح کے خلاف مقدمہ چلایا گیا تھا تو میں نے گورنمنٹ پنجاب کی اس پالیسی کے خلاف پروٹسٹ کیا تھا کہ یہ طریق درست نہیں۔ تبلیغ مذہب میں مداخلت کا رنگ رکھتا ہے۔ اور وہ مذہبی آزادی جسکا ہمیشہ فخر کے ساتھ اظہار و اعلان کیا گیا ہے۔ اس طریق سے معرض خطر میں پڑ جاتی ہے۔

میں اصولاً اس طریق کو درست نہیں سمجھتا اور نیچر توڑ کے خلاف جو مقدمہ کیا گیا اُسے بھی اصولاً غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ ہاں قیام امن کے لئے بیشک اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے مذاہب کی اشاعت میں اس قسم کی سختی فریق مخالف پر نہ کریں جو اخلاقاً ناروا اور ناجائز ہو۔ اگرچہ اس سختی کا معیار قائم کرنے میں دقتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ لیکن بایں گورنمنٹ کو یہ امر اہل مذاہب پر ہی چھوڑ دینا چاہیئے تھا۔ اور اگر وہ زیادہ نوٹس لینا ہی چاہتی تھی یا چاہتی ہے تو دفعہ ۲۹۸ کی توسیع ہو سکتی تھی لیکن اس قسم کے مقدمات کوئی بہترین نتیجہ نہیں پیدا کریں گے۔

جہاں تک تبلیغ و اشاعت مذہب کا سوال ہے۔ اسمیں قطعاً کسی قسم کی مداخلت ناجائز اور ناروا ہے۔ لٹریچر کی اصلاح بیشک ضروری ہے۔ مگر اسکا یہ طریق نہیں۔

مسلمانوں کو اس مقدمہ کے متعلق متفق طور پر اپنی پالیسی کا فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ یا ہمیں تو علماء سوء کافر اور گمراہ قرار دیتے ہیں۔ اسلئے اگر کوئی رائے ہم درد اسلام سے متاثر ہو کر دیں تو انکی نظر میں گمراہی کی اشاعت ہے لیکن وہ خود سوچیں کہ کب تک وہ اس قسم کے مصائب میں اپنوں کو الگ کرتے رہیں گے۔

دھرمپال کے ساتھ اس مقدمہ میں ایکو ہمدردی ہے۔ اور تمام مسلمانوں کو مل کر اس مقدمہ کا آخری اور قطعی فیصلہ کرانا چاہیئے۔ یہ ممکن ہے کہ مصالحت ہو جائے یا تک کر اسکا تصفیہ ہو جائے مگر اصولاً یہ صحیح نہیں ہے۔ بہرحال ابھی تک ہمیں تفصیلات مقدمہ کا انتظار ہے۔

ہمارا سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ میں اب ایک ہی ہفتہ رہ گیا ہے۔ اور اگلا اخبار ناظرین کو اس دن ملیگا۔ جبکہ وہ اپنے گھروں یا شہر سے جلسہ کے لئے روانہ ہو چکے ہوں گے۔ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ کہ یہ جلسہ بعض خصوصیتوں کے لحاظ سے نہایت اہم جلسہ ہے۔

اس جلسہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بھی تقریر کریں گے۔ اور اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو حضرت صاحبزادہ صاحب کی جلسہ سالانہ پر یہ پہلی تقریر ہو گی۔

اور تقریر نہایت عظیم الشان مضمون پر ہے۔ یعنی

کوئی قوم بغیر قربانیوں کے ترقی نہیں کر سکتی۔

حقیقت میں یہ نہایت اہم اور ضروری مضمون ہے۔ اور پھر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی تقریر انشاء اللہ العزیز بہت بابرکت ہو گی۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ فرستادہ کا نور نظر اس کی قائم کردہ جماعت کے سامنے اس کی ترقی کے اصل اعظم پر بولیگا۔

جو لوگ اس تقریر کے سننے سے کسی وجہ سے محروم رہ جائیں گے حقیقت میں بہت بڑے قیمتی موقعہ کو ہاتھ سے دینے والے ہونگے۔ اس لئے اس جلسہ میں شمولیت کے لئے پوری کوشش کرو۔ اور دوسروں کو ساتھ لاؤ۔

ایسا ہی مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے فرزند اکبر کی بھی ایک تقریر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارات بائبل پر ہو گی۔ یہ مضمون اپنی نوعیت میں بہت ضروری ہے۔

جماعت احمدیّہ اور علماءِ ہند

ابو منظور الٰہی صاحب سکرٹری تبلیغ ہند نے عنوان بالا سے ایک مراسلہ بغرض اشاعت بھیجا ہے۔ جس میں انھوں نے علماء ہند کے ان فتاوی کے متعلق احتجاج کیا ہے جو وہ جماعت احمدیہ کے خلاف شائع کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں اتحاد کی ضرورت ظاہر کرتے ہوئے خواہش کی ہے۔ کہ ہر فرقہ کے لوگ یہ اعلان کریں کہ جملہ کلمہ گو اہل قبلہ مسلمان ہیں۔ تو چند دنوں میں مسلمانوں میں اندرونی اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ اس مراسلہ میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے مسئلہ کو بحث کر کے اپنے عقائد کو پیش کیا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر کیا ہے۔ کہ ہمیں علماء کے فتویٰ کی پرواہ نہیں۔

میں اس مراسلہ کی اشاعت الفضل میں غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ اسلئے کہ میں اس اتحاد کو رحمت نہیں سمجھتا جو کسی مضبوط بنیاد پر نہ ہو۔ اور جس کی امید بھی نہیں کی جا سکتی۔

ہمارے لاہوری احباب نے گذشتہ تیس سال کے اندر تجربہ کر لیا ہے۔ کہ علماء سوء نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے غیر احمدیوں میں جذب ہونے کے لئے ہر قسم کی کوشش کی ہے۔ اور ہمارے خلاف ہر قسم کے نفرت انگیز خیالات پیدا کرنے کے لئے پورا زور لگایا۔ لیکن انہوں نے دیکھ لیا کہ غیر احمدیوں نے انہیں نہیں ملایا۔ جب تک کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کلی انکار نہ کر لیں علماء سوء کسی قسم کی مساہمت ان سے نہیں کر سکتے۔

ہماری اپنی پوزیشن بالکل جُدا ہے۔ ہم حضرت **مسیح موعود علیہ السّلام کو خدا تعالیٰ کا صادق موعود اور مرسل یقین کرتے ہیں۔** اور کبھی ہم نے اپنے مذہب کو چھپایا نہیں۔ اور دلیری کے ساتھ اس کی تبلیغ کی ہے۔ اور تبلیغ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

ہم اپنے مخالفوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں کہ وہ اتحاد کے فوائد کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور جن امور مشترکہ میں مل کر کام ہو سکتا ہے۔ وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ایسی صورت میں بجز اس کے کہ ان علماء سوء کو حوالہ بخدا کر دیا جاوے اور کیا ہو سکتا ہے۔

مسلمانوں میں سمجھدار اور ملی احساس رکھنے والی جماعت خدا کے فضل سے پیدا ہو رہی ہے۔ اور وہ وقت انشاء اللہ آ رہا ہے کہ وہ دوست دشمن میں تمیز کر سکیں گے۔ اور ان علماء سوء کو ایک غدار اور دشمن قوم انسان کی طرح رد کر دیں گے۔ اسلئے کہ واقعات بتا رہے ہیں کہ زر پرست اور شکم پرست علماء سوء بجز اس کے کہ قوم میں تفرقہ پیدا کریں۔ اور غلط راستہ پر مسلمانوں کو چلاتے رہیں۔ اور کچھ نہیں جانتے احمدی جماعت نے نہ پہلے ان کی پرواہ کی اور نہ اب پرواہ ہے۔ ہاں اگر وہ خدا کے خوف سے کام لیں تو ہمارے بھائی ہیں اور ہر طرح ہماری ہمدردی کے مستحق ہیں:۔

(ایڈیٹر)

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

ارض حجاز کی تاریک سوشل حالت

ذیل میں ارض حجاز کے متعلق ایک غیر احمدی کا لکھا ہوا مضمون اسلئے درج کیا جاتا ہے کہ خاص مکہ کی حالت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کی دلیل ہے۔ اسوقت یہ جگہ جو اسلام کا گھر تھا۔ جب اسقدر بگڑ چکی ہے تو دوسرے مقامات کی کیا حالت ہو گی۔

حقیقت میں ظہر الفساد فی البرّ والبحر کا نقشہ سامنے ہے۔ مسلمان آنکھیں کھولیں۔ اور دیدہ عبرت سے ان حالات کا معائنہ کریں۔ اور خدا تعالےٰ نے حفاظت اسلام کے لئے جو انتظام اس وقت فرمایا ہے اسکی قدر کریں۔

(ایڈیٹر)

سفر حج پر جانے سے قبل جب کبھی میں مسلمانان ہند کی حالت سے مایوس ہوتا تو بے اختیار میرا دل چاہتا کہ ہجرت کر کے ارض مقدس حجاز میں چلا جاؤں۔ اور بقیۃ العمر وہیں بسر کروں۔ چنانچہ اسی وقت جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی تمنائے زیارت نے اس ملک میں چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ اور با وجود مالی مشکلات اور خانگی موانعات کے درپیش ہونے کے میں ہندوستان سے چل کھڑا ہوا۔ تو خیال تھا کہ حرمین شریفین کی زیارت کے ساتھ ہی ساتھ میں مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ میں آئندہ قیام مستقل کی کوئی صورت نکالونگا۔ چنانچہ اسی خیال کی بنا پر دونوں مقامات مقدس کی معاشرتی و کاروباری زندگی کا بغور مطالعہ کرتا رہا۔ اور دونوں جگہ کے متعلق تبادلہ خیالات بھی کیا۔ اور اب ان نتائج کو جو میں نے اس تحقیق و تفحص کی بنا پر اخذ کئے ہیں۔ مسلمانان ہند کی آگاہی کے لئے سپرد قلم کرتا ہوں۔

مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ دونوں مقامات پر آج جس قدر آبادی ہے وہ سب بیرونی لوگوں کی ہے۔ قدیم عربی خاندانوں کا کہیں وجود نہیں۔ مکہ معظمہ میں صرف دو گھرانے اصل مکی لوگوں کے بتائے جاتے ہیں۔ ایک شریف صاحب کا گھرانہ اور دوسرا شیبیوں کا خاندان جس کے سپرد کلید برداری خانہ کعبہ کی خدمت ہے ان میں سے بھی خاندان شرفا کے متعلق یہ ہے کہ یہ لوگ یمن سے آکر آباد ہوئے۔ اور شیبی اگرچہ بلا اختلاف خالص مکی ہیں۔ لیکن لونڈی عورتوں کے مسلسل اختلاط نے ان کی نجابت خاندانی کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔

بیرونی لوگوں میں تقریباً دنیا کے ہر حصہ کے مسلمان ہیں۔ جن میں غالب تعداد ان عربوں کی ہے۔ جو شام اور ارض مغرب سے آکر آباد ہوئے تھے۔ عربوں کے بعد تعداد کے لحاظ سے سوڈانیوں اور حبشیوں کا شمار ہے۔ اور اس کے بعد ہندوستانیوں کا نمبر آتا ہے۔

بخارا جاوا اور چین کے بھی کچھ لوگ ہیں۔ ترکوں کی تعداد پہلے زیادہ تھی۔ اب یہ بہت کم ہیں۔ اور جو ہیں وہ بھی اپنے تئیں عرب ظاہر کرتے ہیں۔ البتہ مکہ معظمہ میں کچھ وہ ترک نظر آتے ہیں۔ جو سلطان وحید الدین کے ہمراہ مالٹا سے آئے تھے۔ اور اب یہیں پڑے ہوئے ہیں۔ اور باستثناء چند خاندانوں کے جنہوں نے اپنے بیرونی علائق کو اب تک خالص رکھی ہے۔ بیشتر حصہ آبادی مخلوط النسل ہے۔ حکومت کے تمام چھوٹے بڑے عہدے عموماً عربوں ہی کے ہاتھوں میں ہیں۔ فوج اور پولیس میں البتہ حبشی و سوڈانی بھرتی ہیں۔ اور چند ترک افسر بھی ہیں۔

مکہ معظمہ قدیم الایام سے تجارتی مرکز ہے۔ اور آج بھی تجارت کا بازار وہاں خوب گرم ہے۔ تاجروں میں ہر طبقہ کے لوگ ہیں۔ بڑی بڑی کوٹھیاں عموماً شامی اور ہندی تاجروں کی ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے دکانداروں میں سب قومیں بقدر آبادی نظر آتی ہیں۔ حجازی عربوں کی بسر اوقات یا تو مسجد الحرام کی متعلقہ خدمات سے ہوتی ہے۔ یا چھوٹی دوکانوں اور پیشہ کے کاموں سے۔ حمالی۔ خدمتگاری وغیرہ کے کاموں کی انجام دہی کے لئے سوڈانیوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔ اور شہر کے عام بدوی بھی انہیں کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ ہر قوم کے متوکلین کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ اور اسمیں شاید طغرائے امتیاز ہندوستانیوں کو حاصل ہے۔ سائلوں اور محتاجوں کی بہتات ہے۔ اور انمیں مسجد الحرام کے متعلقین کے علاوہ بدو سوڈانی اور ہندوستانی خاص طور پر نمایاں ہیں۔ شہر کے گلی کوچوں میں پھرنے کے علاوہ خاص حرم شریف کے اندر بھی سائل ہر وقت گھومتے رہتے ہیں اور ایام حج میں مکانوں پر بھی بہت سے شریف صورت اور خوش پوش سائل پھیرے لگاتے رہتے ہیں۔ خوش پوش سائل تو گویا یہیں کی خصوصیت ہے ہمارے ملک میں جہاں افلاس کی کوئی حد نہیں عموماً خیرات مانگنے والے پھٹے پرانے چیتھڑے لگائے رہتے ہیں مگر مکہ معظمہ اور نیز مدینہ منورہ میں جبہ و دستار والے بے تکلف دست سوال دراز کر دیتے ہیں۔ ایک اجنبی آدمی کے لئے یہ منظر ابتداءً نہایت درجہ دردناک ہوتا ہے اور وہ بے اختیار ہو کر کچھ خیرات دیدیتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ جب آنکھیں اس نظارہ کی خوگر ہوجاتی ہیں۔ تو پھر کم اثر ہوتا ہے۔ اور اثر ہو بھی تو ہر شخص کی جیب اس قدر سائلین کی کفالت نہیں کر سکتی۔

ایام حج اس ملک میں گویا موسم درد ہے۔ کہ ہر شخص بقدر موقع و حسب صلاحیت اپنا سال بھر کا آذوقہ پیدا کر لیتا ہے۔ تاجروں کی دوکانداری پیشہ وروں کی مزدوری اور سائلین کی بھیک غرضیکہ سب کو اس مبارک و مسعود زمانہ میں چلنے کا موقعہ ملتا ہے۔ چونکہ ایام حج میں ہر ملک کے مسلمان یہاں آتے ہیں۔ اس لئے دنیا کی ہر ضروری چیز یہاں کے بازاروں میں فروخت ہوتی ہے۔ اور بسبب اس کے کہ خود ملک حجاز میں نہ تو غلہ پیدا ہوتا ہے۔ نہ کسی قسم کی صنعت و حرفت ہے اسلئے تقریباً کل سامان باہر سے براہ جدہ آتا ہے۔ اور اشیاء خوردنی کے سوا باقی بیشتر سامان ضرورت یورپ اور جاپان کی ساخت کا ہوتا ہے۔ کپڑا البتہ کچھ ہندوستان کی ملوں سے جاتا ہے۔ اور کچھ شام و مصر سے۔ سبز ترکاریاں اور تازہ میوے طائف شریف سے روزانہ آتے ہیں۔ اس بلد مقدس میں جسے وادی غیر ذی زرع کا لقب حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام نے دیا تھا۔ ما یحتاج زندگی اور اسباب معیشت کی فراوانی دیکھ کر خدا کی قدرت نظر آتی ہے اور اگر دوسرے ممالک متمدنہ کی طرح یہاں کے لوگوں کی آمدنی و صرف کا اوسط نکالا جائے۔ تو یقین ہے کہ ہندوستان اور دیگر ممالک شرقیہ کے اکثر بڑے بڑے شہر اس کے سامنے شرما جائیں گے۔

یہاں کے مکانات عموماً کئی کئی منزلوں کے ہوتے ہیں اور شہر میں کشادہ سڑکوں کا وجود نہیں۔ اسلئے نہایت مختصر رقبہ میں ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کی بود و باش ہے جس کے باعث ہر گلی کوچہ میں ہجوم رہتی ہے۔ اہل مکہ لباس کے بارے میں بہت اہتمام کرتے ہیں۔ سخت گرمی کے باوجود تلے اوپر کئی کئی کپڑے پہنتے ہیں۔ ان کے کرتے (توپ) ٹخنوں سے نیچے بالکل گھٹنوں سے ملے ہوئے ہوتے ہیں اور سفید کرتے کے اوپر دوسرا ریشمی یا رنگین کرتا پہننا یہاں کی خصوصیت ہے۔ کرتا پہنکر کمر میں رومال کے کئی پھیرے باندھتے ہیں۔ اس عادت کی بدولت لوگوں کا بیان ہے کہ اس ملک میں کپڑے نہیں ہوتے۔ کرتوں کے اوپر صدری یا کوٹ عموماً ریشمی یا رنگین کرتے کے مثل پہنا جاتا ہے اور اسکے اوپر ریشمی عبا ہوتی ہے۔ سر پر یا تو ٹوپی و عمامہ ہوتا ہے۔ یا رومال ڈالکر۔ پیر خوشنما و سادہ یا کشتا پہن لیتے ہیں۔ کھانے میں عربوں کا بہت روپیہ خرچ ہوتا ہے گو ان کے کھانے ہمارے مذاق کے مطابق نہیں ہوتے گوشت یہاں بہت کھایا جاتا ہے۔ چائے قہوہ اور تمباکو نوشی میں شاید ہی کسی ملک کے باشندے یہاں کے ہمسر ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک ضروری اعلان

سلسلہ کے مصنّفین اور مضمون نویسوں کیلئے پیام حیات

مذہبی تحریروں پر گورنمنٹ کے مقدمات میں طرزِ عمل کیا ہو؟

ہم گورنمنٹ کیلئے ہر جائز بات اختیار کر سکتے ہیں لیکن بد اخلاقی نہیں بلکہ

ہم مومنانہ غیرت کو کام میں لائیں گے اور بزدلی سے اجتناب کرینگے

میں جماعت احمدیہ کے تمام مصنّفوں اور مضمون نویسوں اور لیکچراروں کی واقفیت اور اطلاع کیلئے یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آجکل ملک کی پر تشویش حالت کو دیکھ کر گورنمنٹ بعض لوگوں کی تحریروں یا تقریروں کا نوٹس لے رہی ہے۔ گو ہمارا یہ طریق ہے کہ گورنمنٹ کی مشکلات میں اسکا ہاتھ بٹایا جائے اور اسوقت بھی قیام امن میں ہر ایک جائز ذریعہ سے ہم اس کی مدد کرنے کیلئے تیار ہیں لیکن ان مقدمات کے نتیجہ میں ایک حالت پیدا ہو رہی ہے جس کے متعلق میں اپنی جماعت کے لوگوں کو پہلے سے ہوشیار کر دینا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بعض لوگ مقدمہ میں گرفتار ہو کر جھٹ معافی مانگنے لگ جاتے ہیں۔ اور جس بات کو انہوں نے دیانتداری سے لکھا تھا اسپر قائم رہنا پسند نہیں کرتے۔ میں ان حالات کو افسوس کی نگہ سے دیکھتا ہوں اور اپنی جماعت کے مصنّفوں اور مقرروں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اول تو وہ اپنی تحریروں یا تقریروں میں ایسا رنگ ہی اختیار نہ کریں جس سے ملک میں فساد ہو یا شورش پیدا ہو۔ لیکن اگر باوجود انکی احتیاط کے گورنمنٹ انہیں ایسے کسی پر کسی مصلحت سے کوئی مقدمہ چلائے تو میں ان سے امید کرتا ہوں کہ وہ مومنانہ غیرت کو کام میں لائیں گے۔ اور بزدلی سے اجتناب کریں گے۔ ہم گورنمنٹ کے لئے ہر ایک جائز بات کو اختیار کر سکتے ہیں لیکن بد اخلاقی کو نہیں۔ اور بزدلی اور جھوٹ دو زبردست بد اخلاقیاں ہیں۔ پس جو شخص ڈر کر معافی مانگتا ہے۔ جبکہ اسکا نفس یہ کہتا ہے کہ اس نے غلط نہیں کیا وہ اپنے اس فعل سے اسلام کو بدنام کرتا ہے۔ وہ دو گناہ کرتا ہے۔ وہ بزدلی کا اظہار بھی کرتا ہے۔ اور جھوٹ بھی بولتا ہے۔ اور بیہودہ لوگوں کیلئے ٹھوکر کا موجب بنتا ہے۔

میرا یہ مطلب نہیں کہ اگر فی الواقع آپ میں سے کسی سے اگر جوش کی حالت میں غلطی ہو جائے تو وہ اسکا اقرار نہ کرے۔ کیونکہ اپنی غلطی کا اقرار نہ کرنا بھی ایسا ہی بُرا ہے جیسے ایک ایسے کام کو بُرا کہنا جسے ہم دل سے اچھا سمجھتے ہیں۔ بلکہ میرا یہ مطلب ہے کہ جو شخص دیانتداری سے یہ سمجھتا ہو کہ اسنے جو کچھ کیا یا لکھا ہے اسمیں ہرگز کوئی بات خلاف واقعہ یا خلاف تہذیب یا خلاف قانون یا بد نیتی سے نہیں کہی تو اسے گورنمنٹ کے غضب سے بچنے کیلئے خدا کے غضب کو اپنے اوپر نہیں بھڑکانا چاہیئے۔

میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر کوئی شخص خدانخواستہ کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے جس میں اسکا کوئی قصور نہیں اور وہ بہادری سے اپنے ایمان اور اپنی ضمیر کی پیروی کرے تو میں اور میرے ساتھ اخلاص رکھنے والی تمام جماعت اسکی ہر ممکن اور مدد کریگی۔ اور قانونی طور پر جسقدر بھی اسکی تائید کر سکیگی اس کی تائید کرے گی۔ اس شخص کا غم ہمارا غم ہوگا۔ اور اسکی مصیبت ہماری مصیبت لیکن وہ شخص بزدلی سے کام لیگا اور اپنی ضمیر کے خلاف جھوٹ سے اپنی مصیبت کو ٹلانا چاہیگا۔ وہ ہم میں جگہ نہیں پائیگا۔ اور خدا کی پاک جماعت اسے اپنے آغوش میں نہیں لیگی۔

بالآخر میں پھر آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اخلاق فاضلہ کو ہمیشہ مدنظر رکھو اور انکو نظر انداز کر کے خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور گورنمنٹ کی پریشانی کا موجب نہ بنو اور اگر خدا تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت باوجود دیانتداری سے اس کی راہ پر چلنے کے کوئی مصیبت آجائے تو بہادری اور جرأت سے اسکو برداشت کرو اور اپنے ایمان کو داغدار مت کرو۔

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی۔ قادیان

مکہ کا یہ تمدن اسقدر ہمہ گیر ہے۔ کہ عربوں کے سوا دیگر ممالک کے جتنے لوگ ہیں۔ وہ بھی عموماً انہیں کے طریقوں کے پابند ہیں جس کی وجہ سے بسا اوقات اجنبی آدمی کو انمیں تمیز نہیں ہو سکتی۔ یہاں کے لوگ ان تمام قیود سے آزاد نظر آتے ہیں۔ جو ہمارے ملک کے مذہبی طبقہ میں مرغوب ہیں۔ داڑھی منڈوانے کا اگرچہ دستور یہاں عام نہیں۔ لیکن ہندوستان کی سی لمبی لمبی داڑھیاں یہاں قطعاً خلاف فیشن سمجھی جاتی ہیں۔ ایام حج میں تو ہندوستان سے کثیر تعداد میں لمبی داڑھیاں آجاتی ہیں۔ لیکن حاجیوں کے چلے جانے کے بعد جب کوئی داڑھی والا ملے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ صوفی ہے۔ یا تو وارد ہندوستانی کیونکہ صرف ہندوستانی و بخاری صوفیا ہی اب تک لمبی داڑھی اور ٹخنوں تک کرتے کی وضع کو نباہے ہوئے ہیں۔

عربی یہاں کے لوگوں کی مادری زبان ہے۔ اس لئے قرآن شریف کی آیتیں تو ہر شخص کے نوک زبان رہتی ہیں لیکن اس کے آگے علمی چرچا بالکل نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہیں۔ پہلے ارباب علم حرم شریف کے اندر بیٹھ کر سبق دیا کرتے تھے اور ان کے حلقۂ درس سے بہت لوگ مستفیض ہوا کرتے تھے۔ اب یہ سلسلہ بھی برائے نام رہ گیا ہے۔ البتہ چند نام کے مدارس ہیں۔ جہاں لڑکوں کو ابتدائی تعلیم دیجاتی ہے۔ اعلیٰ تعلیم کا نام نہ لینا چاہیئے۔ ان مدارس میں مدرسہ صولتیہ اور مدرسۃ الفلاح غنیمت ہیں۔ مدرسہ صولتیہ ایک ہندوستانی بزرگ کی یادگار ہے۔ اور اب تک ہندوستان کے روپیہ سے اور ہندوستانی انتظام میں چل رہا ہے مدرسۃ الفلاح جدہ کے ایک عربی تاجر کی فیاضی سے قائم ہے۔

علم کی کمی اور سامان معیشت کی فراوانی نے ملکر یہاں کے باشندوں کی اخلاقی و مذہبی حالت کو بالکل برباد کر دیا ہے۔ شریعت کی پابندی یہاں کے لوگوں کے نزدیک ایک ایسی بدعت ہے۔ جس کا کسی سے تحمل نہیں کیا جا سکتا۔

بیشک مسجد الحرام میں نماز پڑھنے والوں یا طواف کرنے والوں کی کمی نہیں ہوتی لیکن اس شہر کی وسعت اور اس حرم محترم کی تقدیس پر نظر کیجئے تو ایام حج کے بعد نمازیوں کی تعداد بھی کچھ زیادہ نہیں رہتی اور جب ان نماز پڑھنے والوں کی حیثیت پر غور کیا جائے تو صاف نظر آئیگا کہ ان میں تعداد کثیر ان لوگوں کی ہے۔ جو صرف اسی غرض سے ہجرت کر کے یہاں آ بسے ہیں۔

مسجد الحرام کے متعلق ایک بہت بڑا المیہ ہے جس کو اپنے فرائض کی ادائیگی کیلئے حرم محترم میں موجود رہنا پڑتا ہے۔ لیکن بسا اوقات آپ دیکھیں گے کہ انہیں بھی بعض اشخاص نماز کے اوقات میں ادھر ادھر کی گپیں مارتے رہتے ہیں۔ چونکہ حرم محترم میں مغرب کے

مُجاہد مصر کا سفر نامہ

سویز

عجیب ہی نظارہ تھا۔ قریباً ۸ جہاز سویز کے قریب جہاز چھوٹے بڑے کھڑے تھے۔ اس جہاز نے بھی لنگر ڈالدیئے۔ بڑے بڑے جہاز تھے۔ رات بھر جہاز وہاں کھڑا رہا۔ اسی حالت میں ڈاکٹر صاحب مصری جھنڈا ایک کشتی پر اڑاتے ہوئے آئے دیکھ بھال کر چلے گئے۔ علی الصبح چار جنگی جہاز سویز کے دہانے سے انڈین فوجوں سے بھرے ہوئے نکلے جو نہایت عمدہ بینڈ بجا رہے تھے۔ قریباً دس بجے ہمارا جہاز سویز میں داخل ہوگیا۔ سویز ایک نہر ہے۔ جو کہ بعض ہندوستان کی نہروں کے برابر ہے۔ اسمیں دو جہاز ہر وقت برابر چل سکتے ہیں۔ دونوں طرف کنارہ خشکی کا ہے۔ ایک طرف کی زمین مصر ہے۔ اور دوسری طرف کی فلسطین۔

نہر کے کنارے خوبصورت درخت ہیں گاؤں اور خوبصورت اسٹیشن۔ مکانات سب نظر آتے ہیں۔ جہاز سے آواز دو تو دوسری طرف سُنی جاتی ہے دو گھوڑے کی گاڑیاں سڑک پر چل رہی تھیں کالے کالے سُوٹ پہنے مصری چل رہے تھے جو بہت ہی بھلے معلوم ہوتے تھے۔ لوگ جہاز پر سے اس نظارہ کو دیکھ رہے تھے۔ ایک اٹالین نے چلتے جہاز سے مذاق کیلئے کلکی ہوٹل کے ملازم کو کلفی لانے کے لئے آواز دی۔ سڑک پر ملائی کی برف بیچنے والے کی کرخت آواز جہاز پر آتی تھی۔ بہت ہی دلفریب نظارہ تھا۔ طبیعت بہت خوش تھی۔ کہ مصر کی زمین میں داخل ہو گئے۔ جب کوئی اور جہاز آتا تو ایک جہاز جو اس سے ہلکا یا چھوٹے درجے کا ہوتا اسکو کھڑا ہونا پڑتا۔ تاکہ بڑی طاقت کا جہاز گزر جائے۔ رات آئی جہازوں کی خوبصورت بتیوں کے علاوہ ساری نہر بقعہ نور بنی ہوئی تھی۔ اسی حالت میں جہاز چلتے چلتے رات کے ایک بجے کے قریب پورٹ سعید میں لنگر انداز ہوگیا۔

پورٹ سعید تو جہازوں کا گھر تھا۔ سمندر میں اسقدر کشتیاں اسقدر لانچ اور اسقدر جہاز تھے کہ پانی نظر ہی نہ آتا تھا۔ اور بلا مبالغہ دن چڑھا ہوا تھا۔ میں نے اسی وقت بستر وغیرہ باندھا۔ اسیوقت لانچ آگیا۔ جسمیں پولیس آفیسر تھا۔ جو انگریز تھا۔ اور ترکی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ مجھکو اسیوقت طلب کیا گیا۔ مگر کپتان نے اسوقت جہاز سے مسافر اُتارنے سے انکار کر دیا۔ جس سے پولیس آفیسر ناراض ہو کر چلے گئے جس کی سزا یہ ملی کہ ۱۲ بجے سے پہلے ہمارے جہاز کا معائنہ نہیں کیا گیا۔ مصری کنسٹیبل ساری رات جہاز میں پہرہ دیتا رہا۔ علی الصبح ایک بڑا لانچ آیا جسمیں مصری ڈاکٹر تھا۔ جس نے سارے جہاز اور سب مسافروں کا معائنہ کیا۔

جہاز کے بعض مقامات پر ادویات چھڑک دی گئیں۔ افیسر بہت گرانڈیل تھا۔ میرے دل میں بہت ہی خوشی پیدا ہوتی تھی جبکہ میں ان لوگوں کو دیکھتا خیال پیدا ہوتا کہ آج بھی دنیا میں مسلمان کہلانے والے بادشاہ ہیں۔ اللہ اکبر۔

پھر کوئلے کی بھری ہوئی کشتیاں آگئیں۔ اور میٹھے پانی کی کشتیاں آگئیں جن کے ذریعہ سے جہازی مسافروں کے پینے کے لئے پانی بھرا جاتا تھا۔ ہمکو جہاز کے افسر نے کہا کہ ہمنے پورٹ سعید تک بمبئی کا ہی پانی پیا ہے۔ آگے کے مسافر پورٹ سعید کا پانی پئیں گے۔ اسنے کہا کہ جہاز میں اٹلی۔ فرانس بمبئی۔ پورٹ سعید کا پانی ہے۔ ہم انتظار میں کھڑے کھڑے تھک گئے۔ کہ پولیس افسر آئے تو ہمکو اترنے کی اجازت ملے۔ بار خدا خدا کرکے وہ تشریف لائے۔ انہوں نے ہمارا پاس پورٹ دیکھا۔ اور قریباً سب مسافروں نے جہاز سے اتر کر سیر کی اجازت چاہی۔ جو دی گئی۔ مجھ سے پوچھا کہ کیوں مصر کو جاتے ہو میں نے مناسب جواب دیا اور مجھکو داخلے کی اجازت مل گئی۔ اسکے بعد ہم کشتی میں اترے ہماری کشتی کے مہتمم حاجی نورالدین مصری تھے۔ اچھے آدمی ہیں اور مسافروں کے اتار چڑھانے کے کام میں خاص کوشش کرتے ہیں۔ اور تکلیف سے بچاتے ہیں آسا رام صاحب میرے ساتھ تھے۔ جہاز سے اتر کر اور کشتی میں سوار ہو کر ہم کنارے پر آئے وہاں معلوم ہوا کہ ہمارا سارا اسباب گیس کے دھوئیں سے صاف کیا جائیگا۔ حاجی نورالدین کی توجہ سے صرف فیس ادا کر دینے سے ہم بچ گئے۔ اسکے بعد ہم کسٹم آفس کو گئے جہاں ہمارے ٹرنکوں کی تلاشی ہوئی۔ مگر کچھ نہ پاکر ہمکو چھوڑ دیا گیا لیکن بہت سے لوگوں کی تلاشی بہت بیدردی سے ہوتی تھی۔ اس سے فارغ ہو کر پھر ہمکو محکمہ صحت میں جانا پڑا۔ جہاں اپنا ایڈریس وغیرہ لکھانے کے بعد ہمکو ایک کارڈ چھپا ہوا دیا گیا۔ جسمیں لکھا تھا کہ قاہرہ پہنچکر ہم صحت عمومیہ کے دفتر میں ڈاکٹر سے تین دن معاینہ کرائیں اگر اسمیں غلطی یا سستی ہوگی تو ۱۵ دن کی قید ہوگی۔ اس دفتر میں ایک نوجوان لڑکا اسمٰعیل آفندی بیٹھا ہوا تھا۔ جسکا لہجہ لوگوں سے سخت تھا۔ ان سب مصیبتوں کو بھگت کر ہم انپیریل ہوٹل میں آئے وہاں اسباب رکھا تاکہ آج کی رات آرام کریں۔ ۲۱ دن کے بعد جہاز سے اُترے زمین آسمان سب گھومتے معلوم ہو رہے تھے۔ خدا کی حمد ہے جس کے فضل سے سمندر کا سفر خیریت سے ختم ہوگیا اس کے بعد ہم لگ گئے تاکہ وہاں سے دو بجے دریافت کریں معلوم ہوا کہ ریسپشنس نہیں آیا۔ پھر وہاں سے واپس لوٹے آسا رام صاحب نے ٹیلیفون میں ڈی ایل۔ ڈیس کلاچند اور بھولا رام کو میری آمد کی ٹیلیفون کی اور انکو کہا کہ انکی آمد پر سب انتظام کر دینا۔ اسکے بعد آسا رام صاحب نہایت افسوس سے مجھ سے جدا ہو گئے۔ میں انکی مجلسوں کا بہت مشکور ہوں۔ میں نے واپس آکر ہوٹل میں غسل کیا۔ کپڑے بدلے۔ اور خدا کی حمد کی۔ پھر کھانے اور سیر کے خیال سے باہر نکلا۔ تو انپیریل ہوٹل کے مالک مل گئے بہت محبت سے باتیں کرتے رہے۔ اسکے بعد نورالدین کا بیٹا آگیا میں نے اسکو کہا کہ پورٹ سعید کی سیر کرونگا۔ اور کھانا ہم کھاؤنگا وہ میرے ساتھ ہوٹل میں گیا۔ کھانا میرے لئے مرغوب طبع نہ تھا کیونکہ بے نمک اور بے مرچ تھا۔ جو میں نے لینا تھا وہ لیا۔ گائیڈ صاحب نے بھی جھٹ آرڈر دیدیا میں نے کہا کہ یہ چیز میں نے نہیں کھائی اسنے کہا کہ نہیں میں کھاؤنگا اور کھانے سے فارغ ہو کر مجھکو اطلاع دی کہ اتنے کا بل ہوا ہے۔ میں انکی اس چالاکی پر حیران ہی رہ گیا۔ بل ادا کر کے ہم سیر کیلئے نکلے۔ ایک عربیہ کرایہ پر لی۔ وہ پورٹ سعید کے مختلف حصوں میں سے گزرتی جارہی تھی۔ جابجا مصری جھنڈے لگے ہوئے تھے۔ کئی جگہ گوشت کی دوکان پر سؤر ٹنگے ہوئے تھے جو کہ بالکل یا بہریوں لٹکتے تھے جیسے کہ بھیڑ بکری۔ ایک جگہ بہت بڑا مظاہرہ دیکھا جس میں مسلمانوں کی نوجوان لڑکیاں جن کی چھاتیاں باہر کو نظر آتی تھیں۔ نوجوان لڑکوں کے ساتھ فلمی سعید فلسطین فواد کے نعرے مار رہے تھے۔ انکی صورتوں سے ایک جنون ٹپک رہا تھا۔ مسلمان لڑکیوں کی یہ آزادی دیکھ کر میرا دل خون خون ہوگیا۔ اور دل چاہا کہ چیخ مار کر رو پڑوں گاڑی والے کو کہا کہ جلدی گاڑی آگے نکال لے۔ چکر لگا کر ہم پھر ہوٹل میں آ گئے۔ رات کو آرام کیا۔ صبح کو معلوم ہوا کہ ہڈی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے۔ جسم تھکا ہوا تھا۔ مگر صبح کو پھر منزل مقصود کا سفر تھا۔ اور نورالدین کا بیٹا گاڑی لیکر آگیا۔ اسباب رکھا گیا۔ ہوٹل والے کو ایک ریال ادا کیا گیا۔ اور اسٹیشن پر پہنچا۔ اسباب بک کرایا گیا۔ یہاں اسباب کیلئے الگ کمرہ لگتا ہے مگر مالک کے ساتھ نہیں رکھا جاتا۔ وہاں سے اسباب کا کرایہ قریباً پونا پونڈ ادا کیا۔ سیکنڈ کلاس ٹکٹ کوئی نصف پونڈ کو ملا لیکر سوار ہوگیا۔ کل اور آج کی محنت کا معاوضہ بمشکل نورالدین صاحب نے ستر قرش لئے۔ پورٹ سعید اسٹیشن خوبصورت تھا۔ اور بڑا اسٹیشن تھا ریل گاڑی ہندوستان کی نسبت بہت آرام دہ ہے آدمی ساری ٹرین میں پھر سکتا ہے۔ ایک چیکر ریل میں ہر وقت ٹہلتا رہتا ہے۔ ریل نے قریباً ۸ بجے کے قریب ہم کو لیکر قاہرہ کی طرف سفر شروع کیا۔ ہم نے بھی پورٹ سعید کو خدا حافظ کہہ دیا۔

(باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں تحریف

میں ذیل میں ایک مراسلہ مکرمی منشی محمد اعظم صاحب خوشنویس کا درج کرتا ہوں۔ مجھے یہ دیکھ کر نہایت افسوس ہوا۔ اور ہر احمدی کو افسوس ہوگا۔ کہ لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے چھاپنے کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں شحنہ حق کے پورے تین صفحہ ترک کر دیئے گئے ہیں۔ یہ ایک ایسی فروگذاشت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات پر ایک حملہ کی صورت رکھتی ہے۔ منشی محمد اعظم صاحب کا ہم سب کو شکر گزار ہونا چاہیئے کہ انہوں نے اس غلطی یا فروگذاشت کے اظہار سے جماعت کو آگاہ کر دیا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں اس قسم کا تصرف کیا گیا تو یہ شرمناک حرکت ہوگی چونکہ لاہور کی کتابوں میں سے ایک کے متعلق یہ پایا گیا ہے اسلئے باقی کتابوں کے متعلق احتیاط ضروری ہے بیشک قادیان کے بک ڈپو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ کتب مل سکتی ہیں۔ تو کیوں کسی اور جگہ تلاش کی جائے بہرحال منشی صاحب نے اس غلطی کے انکشاف سے بہت بڑی خدمت کی ہے۔ (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعودؑ کی تصانیف میں حیرت انگیز تبدیلی

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات کے موقعہ پر میں دہلی میں مقیم تھا۔ اوس زمانہ میں بحر تنازعات کی امواج کچھ اسقدر زوروں پر تھیں جس نے بڑی بڑی سنگین اور پختہ کی دیواروں تک کے پرخچے اڑا دیئے جن کو اپنی قابلیت و زہد و ریاضت پر بہت کچھ ناز تھا وہ سب اس بحر مواج میں خس و خاشاک کی طرح بہ کر کچھ ایسے دُور جا نکلے کہ گویا وہ اپنے وطن عزیز کا راستہ ہی بھول گئے ہیں۔ اسی زمانہ میں میری طرف سے بھی چند ایک مضامین مگر کسی مخاصمت یا خود غرضی کی وجہ سے نہیں بلکہ اصولی طریق پہ لکھے گئے تھے وہ غلط تھے یا صحیح اس سے بحث نہیں۔ ہاں جو کچھ لکھا گیا تھا وہ سماعی باتوں کی بنا پر بالکل نیک نیتی سے لکھا گیا تھا۔ مگر افسوس بعض ضرورت سے زیادہ ہوشیار طبائع نے بمصداق سخن چین بدبخت ہیزم کش است۔ کسی کی حمایت اور مخاصمت پر محمول کر کے سوء ظنی کے میدان کو اور بھی وسیع کر دیا۔

بالآخر میں نے اس ناسود مند گویائی سے خاموشی کو بہتر سمجھا۔ مگر میں اپنے وطن عزیز کو نہیں بھولا۔ اور باد صرصر کے تھپیڑے مجھے سرزمین مسیح سے باز نہیں رکھ سکے۔ میں نے قادیان میں آ کر وہ وہ روح پرور نظارے دیکھے اور دیکھ رہا ہوں۔ جو کسی وقت صفحات تاریخ پر ہم صحابہ کے عہد خلافت کے حالات میں پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مشاہدہ میں آ رہے ہیں۔ ہر شعبہ اور صیغہ کے افسر اور کارکن اپنا اپنا کام بڑی سرگرمی اور پورے اخلاص سے کر رہے ہیں بے نفسی کی یہ حالت ہے کہ مزاجوں میں انکسار کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ وہ خلیفہ کی فرمانبرداری اور اطاعت میں خوشنودی خدا سمجھتے ہیں۔ اور خدا کی راہ میں مر مٹنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ ہرچند طبیعت چاہتی ہے کہ میں موجود الوقت خلیفہ کی ان مساعی جمیلہ اور بیرون از قیاس حیرت انگیز تبلیغ اشاعت میں جد و جہد و غیر معمولی فرزانگی کے علاوہ کچھ محاسن بھی بیان کروں۔ مگر افسوس میرے مضمون کا عنوان مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں اس بحر ذخار کو پھر کسی موقعہ پر اٹھا رکھوں۔ سردست میں شعبہ تالیف و اشاعت کے متعلق کچھ ذکر کرنا نہایت ضروری خیال کرتا ہوں۔ مجھے اپنے ایک نہایت محب دینی و رفیق صادق (جو آجکل ملکانہ میں تبلیغ کے کام پر مامور ہیں) کی تحریک سے بک ڈپو قادیان میں چند دن کام کرنیکا اتفاق ہوا۔ میرے سپرد کتاب "شحنہ حق" کا کام تھا۔ بک ڈپو میں پہلے ایڈیشن کا شحنہ حق کا صرف ایک ہی نسخہ موجود تھا۔ جب سب کتاب لکھی جا چکی تو بعد میں ٹائیٹل پیج کی باری آئی۔ ٹائیٹل پیج کے اندر کے تین صفحات جو حروف تہجی کے نمبر کے سلسلہ سے ناسلم مخالفین اسلام کی طمانیت و تسکین کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے لکھے ہوئے ہیں۔ اور وہ بہت ضروری مضمون ہے ان کا مضمون صفحہ حرف (ج) کے حاشیہ پر ختم ہوتا ہے سو اتفاق کہیئے یا حسن اتفاق سے دفتری کے بھولے حرف (ج) کے صفحہ کے حاشیہ کی دو سطریں کٹی ہوئی تھیں بہت تجسس کے بعد قادیان کے ایک تاجر کتب کی دکان پر شحنہ حق کا نسخہ مل گیا مگر اس نسخہ کے دیکھنے سے مرض میں کچھ بھی تخفیف نہ ہو سکی۔ نسخہ بالکل غلط تھا یا بجا تغیر و تبدل کے علاوہ شروع کتاب کے وہ (تینوں) صفحات سالم کے سالم غائب تھے۔ یہ شحنہ حق کا نسخہ احمدیہ بلڈنگ لاہور کے ان احباب کی جانب سے طبع شدہ تھا جو معدودے چند افراد مرکز سے جدا ہو کر خدا جانے کس مصلحت سے لاہور میں بیٹھے ہیں۔ انہوں نے جہاں حضرت اقدس کے دعاوی میں آپکی وفات کے بعد بہت بڑی تحقیق کر کے اپنے بار کو ہلکا کر لیا ہے وہاں حضرت کی تصنیف کردہ کتب کی نہ فقط ہیئت کے بدل ڈالنے پر ہی کفایت فرمائی۔ بلکہ سلسلہ حذف و تحریف بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ دعاوی کی نسبت تو پہلا ان کا اختلاف تھا مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت کی تصانیف میں کمی بیشی کرنے کی انہیں کیا ضرورت محسوس ہوئی۔ جیسا کہ شحنہ حق کے دوسرے ایڈیشن سے عیاں ہے۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید * کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

بخلاف ازیں منتظمین بک ڈپو قادیان کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ حتی الامکان اس امر کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت اقدس کی تصانیف کی جسقدر کتابیں حضور کے عہد میں طبع ہوئی ہیں۔ انکے دوسرے ایڈیشن میں ہر ایک کتاب صفحہ بصفحہ اور سطر بسطر لکھی جانی چاہیئے۔ وہ حضرت کی اتباع کے ایسے شیدائی ہیں۔ اگر انکے امکان میں سابق کتب کے حروف کی شکل ڈھالنا ہوتی تو وہ ہرگز دریغ نہ کرتے۔ مگر افسوس ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر ایک کاتب کا طرز تحریر خود اپنا ہوتا ہے

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

بلاریب طالبان حق و شیدایان مسیح موعودؑ کیلئے مسیح موعود کا ہر ایک لفظ دُرِ مکنون سے کہیں زیادہ وقعت رکھتا ہے کیونکہ اس سے حیات ابدی اور اس سے موت۔ یہ نور وہ کلمات ہیں جو خدا سے ملاتے وہ خدا سے جدا کرے۔ یہ وہ کشتی وہ ہے۔ بہر حال بک ڈپو قادیان کے منتظمین کی یہ اتباع مسیح موعودؑ قابل تحسین عمل ہے۔

میرے خیال سے ایسی کتابیں جیسا کہ احمدیہ بلڈنگ لاہور سے طبع ہوتی ہیں تاجر کتب دوستوں کو فروختگی کیلئے اپنی دکانوں میں نہیں رکھنی چاہئیں۔

(خاکسار محمد اعظم)

اطلاع

جیسا کہ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے ۱۹۲۳ء کے لئے خریداران الحکم کے نام سالانہ قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی کیا گیا ہے۔ اس خیال سے کہ اخبار وقت پر پہنچ جاوے۔ وی پی میں کوئی پرانا پرچہ بھیجدیا گیا تھا اسوقت تک بہت سے خریداروں کے نام الحکم کی ۱۹۲۳ء کی قیمت بھی باقی ہے۔ حالانکہ سال ختم ہو رہا ہے۔ اور اس سال کے صرف دو پرچے باقی ہیں۔

جن احباب کے نام ۱۹۲۳ء کی پیشگی قیمت کا وی پی کیا گیا یا جن کے نام ۱۹۲۲ء کے بقایا کا وی پی کیا گیا ہے مجھے امید ہے کہ وہ اپنے اخلاقی اور ملی فرض کا پورا احساس کریں گے۔ اسلئے کہ اب گویا قیمت بعد میں وصول ہو رہی ہے۔ ۱۹۲۲-۲۳ء کے حسابات درست ہو رہے ہیں اور میں نے مینیجر صاحب الحکم کو ہدایت کی ہے کہ جسقدر پرچے ان سالوں میں جاری ہو چکے ہیں انکا حساب کر کے بقایا داران سے قیمت وصول کی جاوے جس میں اعلان کرتا ہوں کہ ایسے تمام دوستوں کے نام جنوری کے پہلے ہفتہ سے وی پی کئے جاویں گے۔ دوست انشاء اللہ العزیز وصول فرما کر خادم کارخانہ کو ممنون فرما دیں۔ (عرفانی ایڈیٹر الحکم)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت استاذی خلیفۃ المسیح اول کے خاص مجربات

۱۔ حب ابن مسیح۔ عطیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو مقوی معدہ ہاضم طعام۔ دافع درد معدہ و قبض و درد مفاصل اور خرابی حیض و امراض اطفال و درد شکم و قبض و بخار و کھانسی اور ڈبہ وغیرہ کے لیے از حد مفید اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲؍

۲۔ کشتہ طلاء۔ یہ سونے کا کشتہ خاص طریق سے تیار کیا گیا ہے۔ تقویت اعضاء رئیسہ۔ دل و دماغ۔ جگر۔ معدہ اور باہ کے لئے ایک بے نظیر چیز ہے۔ نہایت درجہ کا فرحت افزا اور حفظ صحت کے لئے تو بس اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ایک دفعہ ضرور آزما کر فایدہ اٹھائیں۔ قیمت فی خوراک ۶؍ اور فی سیکڑہ خوراک تین روپے۔

۳۔ حقوق مقوی اعصاب جو نہایت درجہ کی مقوی اعصاب معدہ و دماغ ہو۔ قیمت فی درجن سیکڑہ پانچ روپے۔

۴۔ روغن اکسیر اعصاب جو تمام قسم کی بداعتدالیوں کے بد اثر کیلئے اور کل نظام عصبی کی تقویت کے لئے اکسیر ہو۔ قیمت فی شیشی ۱۲؍

۵۔ اکسیر جریان۔ جو منی اور مذی ہونے کیلاوہ زائل ہونے والے مادوں کو روکنے اور بحال رکھنے کیلئے بس ایک تریاق ہے۔ فی ہفتہ دو روپے۔

۶۔ اکسیر سوزاک۔ جو نئے اور پرانے سوزاک کو صرف ایک ہفتہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور کر دیتی ہے۔ قیمت ایک ہفتہ کیلئے ۴؍

۷۔ اکسیر نسوان۔ جو ایام ماہواری کی بے قاعدگی اور تمام تکلیف کو نہایت جلد دور کر دیتی ہے۔ اس دوائی کے ذریعہ سے مولا کے فضل سے بہت سے گھر آباد ہو گئے۔ قیمت ایک ہفتہ کی خوراک کے لئے ۴؍

۸۔ سرمہ مروارید۔ یہ سرمہ ضعف بصارت کے لئے نہایت اکسیر ثابت ہوا ہے۔ حتیٰ بعض نے اس کے تھوڑے استعمال سے عینک کو ترک کر دیا۔ ایسا ہی پرانے ککروں کے لئے بھی مفید۔ بلکہ مجسم نور ثابت ہوا ہے۔ قیمت فی تولہ چار روپے

نوٹ:۔ ہم نے اپنی ادویہ کے خواص و صفات بیان کرنے میں بہ رعایت تہذیب عمداً اشارات سے کام لیا ہے ورنہ ان تمام امراض مردانہ و زنانہ کیلئے جن میں آج ایک دنیا مبتلا ہے۔ اور جن کو طبیبوں کے سامنے بیان کرتے ہیں شرم آتی ہے۔ بے نظیر ہیں۔ اور طرہ یہ کہ قیمتیں واجبی رکھی گئی ہیں۔

خاکسار محمد دین احمدی گوجرانوالہ

"تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز"

"حکیم صاحب نہایت مخلص پرانے احمدی ہیں۔ اور علم طب میں پرانا تجربہ رکھتے ہیں حضرت خلیفہ اول بھی آپ کی بعض دواؤں کو استعمال کرواتے تھے۔ مجھے اعتماد ہے۔ کہ اخلاص اور محبت سے تیار کی گئی ادویہ بیماروں کے لئے مفید ہوں گی

خاکسار مرزا محمود احمد

مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد

دفتر الحکم کی یہ خصوصیت ہے۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات اور مکتوبات وغیرہ کو محفوظ کرنے میں ہر ممکن سعی کی ہے۔ اس وقت تک ملفوظات کے کئی حصے شائع ہو چکے ہیں حضرت اقدس کے مخلص اور جان نثار مریدوں کے نام جو مکتوبات ہیں ان کی اشاعت کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ میری قادیان سے غیر حاضری کے سبب بند ہو گیا۔ میں اب رفتہ رفتہ ان تمام کاموں کو جو جاری تھے۔ ترتیب دے رہا ہوں۔ چونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ جلد جلد ان تحریروں کو شائع کر دوں۔ اس سلسلہ میں مکتوبات احمدیہ کی چھٹی جلد عنقریب تیار ہونیوالی ہے۔ اس جلد میں حضرت چوہدری رستم علی خانصاحب کے نام مکتوبات ہیں۔

چوہدری صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فدائیوں میں سے تھے۔ اور جب سے وہ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ ایک سکنڈ کے لیے بھی کوئی ابتلا نہ آیا۔ اور آخر سلسلہ کی خدمت کرتے ہوئے اپنے مولا حقیقی سے ملے۔

میں چاہتا ہوں۔ کہ مکتوبات کی اس جلد کیساتھ حضرت صاحب کے کچھ حالات زندگی بھی لکھدوں۔ اس لئے جماعت کے قدیم احباب سے درخواست ہے کہ چوہدری صاحب سوانحمری کے متعلق کوئی واقعہ انہیں معلوم ہو۔ تو مجھے لکھ بھیجیں۔ ان کتابوں کا سلسلہ اسی صورت میں جاری رہ سکتا ہے۔ کہ احباب کثرت سے ان کو خریدیں درخواستیں دفتر الحکم میں بھیجی جاویں۔

مرآۃ الجہاد

آریوں کی طرف سے مسئلہ جہاد پر بہت اعتراض کئے گئے ہیں لیکھرام مقتول نے اس پر ایک خاص کتاب لکھی ہے اور آج آریوں نے اشدھی کی تحریک کی بنیاد اسی پر رکھی ہے۔ کہ اسلام بذریعہ شمشیر پھیلایا ہے۔ اس کتاب میں اس مسئلہ کی حقیقت علمی تاریخی حیثیت سے اس قابلیت سے بیان کی گئی ہے۔ کہ بے اختیار مصنف کی محنت اور ہمت کی داد دینی پڑتی ہے۔ اس کتاب میں آریوں کے قتل و غارت لوٹ مار۔ اور بے حد ظلم اور زیادتیوں کا تاریخی ثبوت۔ ایک خاص فصل میں دیا ہے کتاب قابل دید ہے۔ اور اس کی کثرت اشاعت کی ضرورت ہے۔

۲۱۲ صفحہ کی کتاب ہے۔ اور ۱۲؍ فی جلد کے حساب سے دفتر الحکم سے ملے گی۔ محصول ڈاک اس کے علاوہ ہے۔

یہ کتاب مولوی سید وزارت حسین صاحب اوربنی مونگیری کی تالیف ہے۔

دفتر الحکم کی کتابوں میں خاص رعایت

اللہ تعالیٰ کے بعض خاص فضلوں اور انعامات کی عملی شکر گزاری کے لئے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ مندرجہ ذیل کی رعایتی قیمت پر دی جائیں گی۔ اور یہ میعاد آخر جنوری ۱۹۲۴ء تک ہو گی

ترجمۃ القرآن

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ درس قرآن مجید سے لئے ہوئے نوٹس اور حضرت مسیح موعود کی تصنیفات سے اخذ کردہ تفسیر کو لے کر یہ پارے مرتب کئے گئے تھے۔ اور جماعت میں قرآن مجید کی خدمت اور اشاعت کا سب سے پہلا موقعہ اس خاکسار کو ملا۔ یہ پارے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مقبول بھی ہوئے ہیں۔ اس وقت دفتر الحکم میں پارہ نمبر ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و پارہ نمبر ۳۰ موجود ہیں۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹ کی بھی چند کاپیاں ہیں۔ اس سے پہلے ایک پارہ کا ایک روپیہ ہدیہ ہوتا رہا ہے۔ اب پارہ نمبر ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷ دو سو تک کی چھپائی خریدار سے صرف ۸؍ لئے جاویں گے۔ زیادہ کے خریدار سے اور بھی رعایت ممکن ہو

حضرت مسیح موعود کی سوانحمری

حضرت مسیح موعود کی سوانح حیات کے سلسلہ میں پہلے دو نمبر قیمت ۱۲؍ کی جو مجلد ہیں۔ [illegible] کی جلد بھی تیار ہو رہی ہے۔ اور وہ انشاء اللہ العزیز عنقریب پر نکل جاوے گی۔

تہذیب

بچوں کو اخلاق و آداب سکھانے کا سلسلہ [illegible] سے رسالہ میں احکام طہارت سکھائے گئے ہیں۔ قیمت ۱؍

مکتوبات احمدیہ

حضرت مسیح موعود کے مکتوبات قیمت فی جلد ۱۲؍

ادعیۃ القرآن

قرآن مجید کی دعائیں جو قاضی اکمل صاحب نے ترجمہ کی ہیں

برہان الحق

عیسائیوں کی تردید میں ایک چند اوراق کا رسالہ قیمت ۱؍

احمدی خاتون کے فایل

رسالہ احمدی خاتون کے کچھ فایل بھی دفتر الحکم میں موجود ہیں۔ اور وہ مکمل ہیں۔ ہر ایک سال کے فایل قیمت ۱۲؍ اس رسالہ میں مستورات اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہت بڑا ذخیرہ قیمتی موجود ہے۔ تاریخ اسلام کا باب مجاہد مصری کی مدد ہے۔ تمام خواتین بنام منیجر الحکم آنی چاہئیں